(۲)
۱۲۶/۳۶۰-۳۶۲

Sent: Monday, March 23, 2015 9:03 AM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمین مفتیان کرام آپ حضرات سے مسئلہ ہذا میں راہنمائی مطلوب ہے، امید ہے کہ تفصیلی جواب سے سرفراز فرما کر مشکور وممنون فرمائیں گے۔

فقہائے احناف میں سے علامہ عینی، علامہ کورانی، ملا علی قاری اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ ''إسبال الإزار'' کے بارے میں یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں اگر تکبر کے ساتھ ہو تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکبر کے بغیر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (اور فتاوی عالمگیریہ میں بھی یہ بات مذکور ہے۔)

ملاحظہ فرمائیں: (عمدة القاري، كتاب اللباس، باب: من جر إزاره من غير خيلاء، رقم الحديث: ٥٧٨٤-٥٨٨٧، ٢١/ ٤٣٧-٤٤١، دار الكتب العلمية)

(الكوثر الجاري إلى رياض البخاري، كتاب اللباس، باب: من جر إزاره من غير خيلاء، رقم الحديث: ٥٧٨٨، ٩/ ٣٣٨، دار إحياء التراث العربي)

(مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الستر، رقم الحديث: ٧٦٤، ٢/ ٤٣٩، كتاب اللباس، الفصل الأول، رقم الحديث: ٤٣١١، ٨/ ١٩٧، رقم الحديث: ٤٣١٤، ٨/ ١٩٨، وكتاب الفضائل، باب فضائل سيد المرسلين ﷺ، رقم الحديث: ٥٧٧١، ١/ ٤٥١، رشيديه)

(اشعة اللمعات، كتاب اللباس، فصل اول: ٣/ ٥٣٥، مكتبه رضويه نوريه، سكهر)

(الفتاوى الهنديه، كتاب الكراهية، الباب التاسع: في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره: ٥/ ٣٣٣، ط: بولاق)

اور علمائے دیوبند کے اس مسئلہ میں دو گروہ ہیں: پہلے گروہ میں مولانا محمد ادریس کاندہلوی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا محمد زکریا کاندہلوی رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ ''إسبال الإزار'' اگر تکبر کے ساتھ ہو تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکبر کے بغیر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (نوٹ: ان سب حضرات نے اکثر علامہ نووی رحمہ اللہ وغیرہ ''شوافع'' کی کتب واقوال پر اعتماد کیا ہے)

ملاحظہ فرمائیں: (التعليق الصبيح، كتاب اللباس، الفصل الأول: ٤/ ٣٨٣، المكتبة العثمانية، لاهور)

(أوجز المسالك، كتاب اللباس، باب: ما جاء في إسبال الرجل ثوبه: ١٦/ ١٧٩-١٩٠، دار القلم)

(بذل المجهود، كتاب اللباس، باب: ما جاء في إسبال الإزار، رقم الحديث: ٤٠٨٥، ١٢/ ١١٣، مركز الشيخ أبي الحسن الندوي، الهند)

اور دوسرے گروہ میں علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ اور مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے اس بارے میں یہ فرمایا ہے کہ اس مسئلہ میں تکبر کی قید کا اعتبار نہیں ہے، اسبال ہر حال میں مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

ملاحظہ ہو: (امداد الفتاویٰ، احکام متعلقہ لباس، ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا تہبند لٹکانا و دفع شبہ متعلقہ مسئلہ مذکورہ، جواب اشکال بر کراہت اسبال بدون خیلاء: ۴/ ۱۲۱-۱۲۳، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(اصلاح رسوم، آٹھویں فصل، ص: ۲۹، ۳۰، دار الاشاعت)

(إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب: النهي عن الثوب المزعفر للرجال، فوائد شتى تتعلق باللبس والاستعمال: ١٧/ ٣٦٦، إدارة القرآن كراتشي)

(العرف الشذي، كتاب اللباس، باب: ما جاء في كراهية جر الإزار، رقم الحديث: ١٧٣٠، ٣/ ٢٥٢، دار إحياء التراث العربي)

(فیض الباري، كتاب اللباس، باب: قول الله تعالى: ﴿قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده﴾ رقم الحديث: ٥٧٨٣، ٧٢/٦، دار الكتب العلمية)

(حاشيه البدر الساري إلى فيض الباري للميرٹھي، كتاب اللباس، باب: قول الله تعالى: ﴿قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده﴾ رقم الحديث: ٥٧٨٣، ٧٢/٦، دار الكتب العلمية)

(تقرير ترمذی، كتاب اللباس، باب ما جآء في كراهية جر الإزار: ٢٣٨/٢-٢٤١، ميمن اسلامك بكس)

(تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة، باب: تحريم جر الثوب، رقم الحديث: ٥٤١١، ٢١٣/٤، مكتبة دار العلوم كراتشي)

(نوٹ: اس دوسرے گروہ کے تمام متدلات کا جواب مسلک بریلویت کے شیخ الحدیث جناب غلام رسول سعیدی صاحب نے اپنی تفسیر ''تبیان القرآن''، (جلد: ۴، صفحہ: ۳۲۱ تا ۳۳۱) میں دیا ہے، اسے بھی ملحوظِ خاطر رکھ لیا جائے، مذکورہ تفسیر آنجناب کے پاس ہو تو فبہا، بصورتِ دیگر انٹرنیٹ سے مندرجہ ذیل لنک سے ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے)

http://www.archive.org/download/TafsirTibyan-ul-quranUrdu/TibiyanulQuranJ4.pdf

اس کے علاوہ علماء دیوبند کے تمام فتاوی جات میں بھی اسی طرح (بہر صورت مکروہ تحریمی کا قول) مذکور ہے،

چنانچہ! فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۴۷/۱۶، امداد الفتاویٰ: ۱۲۱/۴، امداد الاحکام: ۳۳۷/۴، فتاویٰ محمودیہ: ۲۷۳/۱۹، کفایت المفتی: (مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے دو مقامات پر اس فعل کے بارے میں لکھا ہے کہ ایسا کرنا ''سخت گناہ'' ہے، ملاحظہ ہو: ۳۱۱/۳، ۱۵۶/۹، اور ایک جگہ لکھا ہے کہ ''مکروہ تنزیہی'' ہے، ملاحظہ ہو: ۴۳۰/۳) احسن الفتاویٰ: ۲۹۶/۳، فتاویٰ رحیمیہ: ۱۴۶/۵، فتاویٰ حقانیہ: ۴۱۶/۲، ۱۹۵/۳، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۲۳/۳، فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۲۱۶/۲، نجم الفتاویٰ: ۳۹۲/۲، فتاویٰ عباد الرحمٰن: ۱۴۸/۵، میں حرمت، کراہتِ تحریمی اور سخت گناہ کا حکم مذکور ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل ملاحظہ کرنے کے بعد معلوم یہ کرنا ہے کہ

(۱) فقہاء احناف کے نزدیک تکبر کی نیت کے بغیر ''اسبال الازار'' کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں کتبِ فقہیہ میں کیا تفصیلات ہیں؟

(۲) ''اسبال الازار'' سے متعلق مذکور احادیث میں سے جو احادیث (تکبر کی قید سے) مطلق ہیں، انہیں فقہائے احناف کے نزدیک (تکبر کے ساتھ) مقید (احادیث) پر محمول کیا جائے گا یا نہیں؟

(۳) اکابرین علماء دیوبند رحمہم اللہ کی اکثریت نے اس مسئلہ میں فقہائے احناف (ملا علی قاری، علامہ عینی، شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہم اللہ) کی اتباع کو کس بناء پر ترک کیا؟ بالفاظِ دیگر! اس مسئلہ میں فقہائے احناف کی عبارات کو چھوڑ کر براہِ راست احادیث سے استدلال کیوں کیا گیا؟

فقط والسلام! المستفتی:

محمد راشد ڈسکوی

۱۴۳۶/۶/۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصلیا

۱۔ علامہ عینی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ کے نزدیک ''اسبالِ ازار'' کے مسئلے میں تفصیل ہے:

اگر کوئی شخص تکبر کی وجہ سے تہہ بند یا شلوار ٹخنوں سے

(جاری)

نیچے لٹکاتا ہے تو یہ مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر تکبر کی وجہ سے نیچے نہیں لٹکاتا، بلکہ غفلت اور عدمِ اہتمام کی وجہ سے ایسا ہوجاتا ہے تو یہ مکروہِ تنزیہی ہے، چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ "عمدۃ القاری" میں "باب من جر إزاره من غير خيلاء" کے تحت لکھتے ہیں:

"وقال شيخنا زين الدين: وأما جوازه لغير ضرورة لا لقصد الخيلاء، فقال النووي: إنه مكروه وليس بحرام، وحكي عن نص الشافعي -رضي الله تعالى عنه- التفرقة بين وجود الخيلاء وعدمه."

(كتاب اللباس، باب: ٢، ٢١/٤٣٨، ط: دار الكتب)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں لکھا ہے:

"قال النووي: الإسبال يكون في الإزار والقميص والعمامة، ولا يجوز الإسبال تحت الكعبين إن كان للخيلاء، وقد نص الشافعي على أن التحريم مخصوص بالخيلاء؛ لدلالة ظواهر الأحاديث عليها، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم، وإلا فمنع تنزيه."

(كتاب اللباس، الفصل الأول، ٨/١٢٩، ط: رشيدية)

فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

"إسبال الرجل إزاره أسفل من الكعبين إن لم يكن للخيلاء ففيه كراهة تنزيه، كذا في الغرائب."

(كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ٥/٣٣٣، ط: رشيدية)

اور فقہائے احناف میں سے علامہ ابن نجیم اور علامہ ابن عابدین رحمہما اللہ نے لکھا ہے:

"ويكره للرجال السراويل التي تقع على ظهر القدمين."

فتاوی تاتارخانیہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے، یعنی انہوں نے "اسبالِ ازار" کو بغیر کسی تفصیل کے مکروہ کہا ہے اور ظاہر ہے کہ جہاں مطلق مکروہ بولا جائے وہاں عموماً مکروہ تحریمی ہی مراد ہوتا ہے، اور اگر بالفرض مکروہِ تنزیہی مراد لیا جائے تو چونکہ "اسبالِ ازار" کی دو صورتیں ہیں:

(جاری)

جامعہ فاروقیہ کراچی
دار الافتاء

(۱) تکبر کے ساتھ (۲) بغیر تکبر کے، اور یہاں تفصیل ہے نہیں، اس لئے پہلی صورت بھی مکروہِ تنزیہی کے حکم میں داخل ہو جائے گی، حالانکہ تکبر کے ساتھ اسبالِ ازار تو بالاتفاق مکروہِ تحریمی ہے، لہذا یہاں مکروہِ تحریمی ہی مراد ہے۔

۲۔ جن احادیث میں مطلقاً ممانعت آئی ہے، انہیں علامہ عینی رحمہ اللہ کے نزدیک "أحادیث مقیدۃ بالخیلاء" پر محمول کیا جائے گا، یعنی اگرچہ ان احادیث میں تکبر کی وجہ سے لٹکانے کی قید نہیں ہے، مطلقاً ممانعت آئی ہے، تاہم یہ قید دوسری احادیث کی وجہ سے ملحوظ رہے گی، چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے حدیث "ما أسفل من الکعبین من الإزار ففي النار" کے متعلق لکھا ہے:

"وھذا مطلق یجب حملہ علی المقید، وھو ما کان للخیلاء"

اس طرح سے جواز اور عدم جواز والی روایات میں تطبیق ہو سکے گی کہ جن روایات میں ممانعت اور تحریم وارد ہے ان سے تکبر کی وجہ سے لٹکانے والی صورت مراد ہے اور جن روایات میں اجازت دی گئی ہے ان سے عدم تکبر والی صورتیں مراد ہیں، تاکہ دونوں طرح کی روایتوں میں تطبیق ہو سکے۔

اور دوسرے فقہائے احناف یہاں مطلق کو مقید پر

(جاری)

محمول نہیں کرتے، ان کے نزدیک مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تقیید پر جاری ہوگا یعنی "اسبالِ ازار" بہر صورت ممنوع و ناجائز ہے، چاہے تکبر کی نیت کے ساتھ ہو یا تکبر کی نیت کے بغیر، چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے "فیض الباری" میں لکھا ہے:

"وجر الثوب ممنوع عندنا مطلقا، فهو إذن من أحكام اللباس، وقصر الشافعية النهي على قيد المخيلة، فإن كان الجر بدون التكبر فهو جائز، وإذن لا يكون الحديث من أحكام اللباس، والأقرب ما ذهب إليه الحنفية؛ لأن الخيلاء ممنوع في نفسه، ولا اختصاص له بالجر."

(كتاب اللباس، ۴/ ۳۷۴، ط: رشيدية)

۳۔ اسبال ازار والے مسئلے میں مختلف روایات کی بنا پر فقہائے احناف کے اقوال میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اکابر علمائے دیوبند نے اس مسئلے میں فقہائے احناف کی اتباع کو ترک کیا ہے، حالانکہ حقیقت میں نہ کوئی تعارض ہے اور نہ ہی علمائے دیوبند نے فقہائے احناف کی اتباع کو ترک

(جاری)

جامعۃ فاروقیہ دار الافتاء

گیا ہے، بلکہ کئی وجوہات سے فقہائے احناف کی عین اتباع کی ہے:

(۱) اسبال اور جر ازار کی ممانعت کا اصل سبب تو تکبر ہی ہے، لیکن چونکہ تکبر ایک امر مخفی ہے، اس لئے جر ازار اور اسبال کو اس کا قائم مقام بنادیا گیا ہے، جس طرح سفر کو مشقت کا اور نوم کو حدث کا قائم مقام بنایا گیا ہے، لہذا جر ازار مطلقاً ممنوع ہے، ہاں البتہ اگر غیر اختیاری طور پر اسبال ہوجائے تو بالیقین تکبر کے انتفاء کی بنا پر گناہ لازم نہیں آئے گا، چنانچہ حضرت مفتی تقی صاحب زید مجدہم نے تکملہ فتح الملہم میں لکھا ہے:

والحاصل عند هذا العبد الضعيف -عفا الله عنه- أن العلة الأصلية من وراء تحريم الإسبال هي الخيلاء، كما صرح به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في حديث الباب، ولكن تحقق الخيلاء أمر مخفي، ربما لا يطلع عليه من ابتلي به فأقيم سببه مقام العلة، وهو الإسبال، وهذا كالقصر في السفر، فإن علته هي المشقة، ولكن المشقة أمر مجمل لا ينضبط لضوابط، فأقيم سببه مقام

(جاری)

جامعہ فاروقیہ کراچی
دار الافتاء
شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی (پاکستان)

العلة، وهو السفر، وعلى هذا كلما تحقق الإسبال تحت الكعبين جاء المنع، إلا في غير حالة الاختيار، فإن انتفاء الخيلاء في ذلك متيقن؛ لأن الخيلاء لا تتحقق بفعل لا قصد للعبد فيه، ومن هذه الجهة أجاز رسول الله صلى الله عليه وسلم الإسبال لأبي بكر، وقال له: لست ممن يصنعه خيلاء، وبهذا تنطبق الروايات، والله سبحانه أعلم.

(كتاب اللباس والزينة، ۴/۱۲۳، ط: دار العلوم)

(۲) علامہ ابن نجیم اور علامہ ابن عابدین رحمہما اللہ نے اسبالِ ازار کو بغیر کسی تفصیل کے مکروہ لکھا ہے، اور یہ بات اوپر گزر گئی کہ اس مقام میں مکروہ تحریمی مراد ہے، جس میں تکبر کے بغیر اسبالِ ازار والی صورت بھی داخل ہے۔

(۳) اپنے قصد وارادہ سے ٹخنوں سے نیچے شلوار رکھنے کا منشاء تکبر ہی ہے، ابوداؤد اور نسائی شریف میں مرفوع روایت ہے:

"وارفع إزارك إلى نصف الساق، فإن أبيت فإلى الكعبين، وإياك وإسبال الإزار، فإنه من المخيلة، وإن الله لا يحب المخيلة".

(جاری)

جامعہ فاروقیہ کراچی دارالافتاء

ہمارے زمانے میں جو لوگ شلوار یا پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے عادی ہیں وہ اس فعل کو موجبِ افتخار سمجھتے ہیں، اور شلوار ٹخنوں سے اونچا رکھنے میں اپنی خفت اور سبکی محسوس کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنت نصف پنڈلی تک لنگی پہننے کو حقّارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اب اس کا منشاء تکبر کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ بلکہ سنتِ نبوی کو حقّارت کی نظر سے دیکھنے میں گناہ سے بڑھ کر سلبِ ایمان کا اندیشہ ہے۔

(اللّٰہم احفظنا منہ)

(۴) فقہائے احناف کے نزدیک یہ اصول ہے کہ جب مطلق اور مقید اسباب میں وارد ہوں، تو مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تقیید پر جاری ہوگا، یعنی ایک حکم کے مختلف اسباب ہوسکتے ہیں، چنانچہ نور الانوار میں لکھا ہے:

وفي صدقة الفطر ورد النصان في السبب ولا مزاحمة في الأسباب فوجب الجمع بينهما، يعني: أن ما قلنا: أنه يحمل المطلق على المقيد في الحادثة الواحدة والحكم الواحد إنما هو إذا وردا في الحكم؛ للتضاد، وأما

(جاری)

جامعہ فاروقیہ ... دارالافتاء ... شاہ فیصل کالونی کراچی (پاکستان)

إذا وردا في الأسباب أو الشروط فلا مضايقة فيه ولا تضاد، فيمكن أن يكون المطلق سببا بإطلاقه والمقيد سببا بتقييده."

پس ما نحن فیہ مسئلہ میں حکم معصیت ہے، اور مطلق اسبال اور جر للخیلاء اس کے اسباب ہیں، یہاں مطلق کو مقید پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں، لہذا مطلق اسبال اور جر للخیلاء دونوں حرام ہیں، البتہ دونوں حرمتوں میں کچھ تفاوت ہے، ایک طرف ایک منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی صرف اسبال کا۔ اور دوسری طرف دو منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی اسبال کا اور خیلاء کا۔

لہذا اکابر علمائے دیوبند کا مسلک اصولیین احناف کے بھی موافق ہے۔

(۵) احادیث میں اسبال ازار کی سخت ممانعت آئی ہے اور ٹخنوں سے نیچے شلوار یا تہبند رکھنے والوں کے لئے وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے:

"ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار"

نسائی شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت ہے:

الإزار إلى أنصاف الساقين، فإن

(جاری)

(جاری)

جامعہ فاروقیہ کراچی
دار الافتاء

أسفل فأسفل، ولاحق للكعبين في الإزار".

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے کراہتِ تنزیہی کی بحث میں لکھا ہے کہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تاکید وارد ہونے کی صورت میں مکروہ تنزیہی شدت میں مکروہ تحریمی کے قریب ہوجاتا ہے۔

"ولكن تتفاوت التنزيهية في الشدة والقرب من التحريمية بحسب تأكد السنة؛ فإن مراتب الاستحباب متفاوتة كمراتب السنة والواجب والفرض، فكذا أضدادها، كما أفاده في شرح المنية".

(كتاب الصلاة، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، ۲/۴۸۸، ط: رشيدية)

لہذا تکبر کے بغیر اسبالِ ازار کی صورت میں علامہ عینی اور ملا علی قاری کے کراہتِ تنزیہی والے قول کا مطلب بھی بظاہر یہ ہوگا کہ تکبر کے بغیر اسبالِ ازار کی صورت میں صرف "اسبال" کا گناہ ہے جب کہ تکبر کی وجہ سے اسبالِ ازار کی صورت میں "اسبال" کے ساتھ ساتھ تکبر کا گناہ بھی ہے، اگرچہ عدمِ جواز کے حکم میں دونوں صورتیں برابر ہیں۔

(٦) علامہ عینی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ

(جاری)

کا قول نقل کرکے اس پر اعتماد کیا ہے، حالانکہ امام نووی رحمہ اللہ شافعی المذہب ہیں۔

(۷) علامہ عینی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ کے قول کو دیکھا جائے تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسبالِ ازار تکبر کے بغیر مباح، خلاف اولیٰ ہے، اور دوسرے فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، اور فقہی قاعدہ یہ ہے کہ:

"إذا اجتمع الحلال والحرام أو المحرم والمبيح، غلب الحرام والمحرم"

لہذا ما نحن فیہ مسئلہ میں تعارض کے وقت حرمت کو ترجیح ہوگی۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ اکابرین علمائے دیوبند نے فقہائے احناف کے اصول و قواعد کو سامنے رکھ کر دونوں اقوال میں تطبیق دی ہے، فقہائے احناف کے اقوال سے خروج نہیں کیا ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ: حبیب اللہ عفی عنہ

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

۱۶ / ۱۱ / ۳۶ھ

۱ / ۹ / ۱۵م

الجواب صحیح

[illegible]

۱۷/۱۱/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح

[illegible] عفی عنہ

۲۱/۱/۱۴۳۷ھ

جامعہ فاروقیہ ... دارالافتاء ... شاہ فیصل کالونی کراچی